جہات

VIP کلچر کے خاتمہ اور سادگی و کفایت شعاری اپنانے کا اعلان

"۔۔۔۔۔ عوامی خزانے کا ایک ایک پیسہ احتیاط اور ذمہ داری سے خرچ کیا جائیگا۔ دوسروں کے سامنے ایک مثال قائم کرنیکی غرض سے میں اپنے دفتر کو ہدایت کر رہا ہوں کہ وہ سادگی اور کفایت شعاری کی راہ اختیار کریں۔ میں وزیر اعظم کو بھی تجویز دے رہا ہوں کہ وہ بھی یہی راستہ اختیار کریں اور سرکاری پیسے کے بے دریغ استعمال سے کلی اجتناب کریں۔ میں حکم جاری کر رہا ہوں کہ تمام وی آئی پی لاؤنج اور سہولتیں ختم کردی جائیں تاکہ سرکاری پیسہ بچایا جاسکے۔ نیز بڑے اور بااثر لوگ بھی ویسے ہی تجربات سے گزریں جس سے عام آدمی گزر رہا ہے"

یہ وہ الفاظ ہیں جو وطن عزیز کے صدر جناب سردار فاروق احمد خان لغاری نے بینظیر حکومت کے خاتمہ کے موقعہ پر مورخہ ۵ نومبر ۱۹۹۶ء کی رات کو اپنی تشری تقریر میں کہے اور جنہیں اگلے دن تمام قومی اخبارات نے شائع کیا۔ "الناس علی دین ملوکھم" (جیسا راجا ویسی پرجا) کے مصداق اگلے ہی روز نگران وفاقی کابینہ نے فیصلہ کیا کہ آئندہ کوئی وی آئی پی نہیں ہوگا۔ بھاری بھرکم پروٹوکول نہیں ہوگا۔ بیرون ملک وزراء اور سرکاری افسران کے حکومتی علاج پر پابندی ہوگی۔ وزیر اعظم ایک کار استعمال کریں گے۔ وزراء اور سرکاری افسران فرسٹ کلاس سے سفر نہیں کریں گے۔ وزراء اور حکام صرف ایک گاڑی کے استعمال کے مجاز ہوں گے۔ وی آئی پی کلچر کے خاتمہ کیلئے تمام VIP کارڈ منسوخ کردیئے گئے ہیں۔ آج کے بعد کوئی شخص اس ملک میں وی آئی پی نہیں ہوگا۔ تمام وی آئی پی لاؤنجز ختم کردیے گئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۷۔ نومبر ۱۹۹۶ء)

نگران وزیر اعظم ملک معراج خالد نے تو کابینہ کے فیصلے اور اعلان کے مطابق عمل بھی شروع کردیا ہے۔ چنانچہ ۷۔ نومبر ۹۶ء کو جب وہ اپنا منصب سنبھالنے کے بعد پہلی مرتبہ اسلام آباد سے لاہور آئے تو وزیر اعظم کیلئے مخصوص طیارے کی بجائے عام پرواز سے سفر کیا۔ لاہور ایئر پورٹ پر ان کیلئے کسی قسم کے پروٹوکول کا انتظام نہ تھا وہ تیرہ سو سی سی کی ایک

چھوٹی ٹیوٹا کار پر سوار ہو کر اور ٹریفک اشاروں پر رکھتے ہوئے اپنے گھر پہنچے۔

وی آئی پی کلچر کے خاتمہ اور سادگی و کفایت شعاری اختیار کرنے کا مذکورہ صدارتی اعلان ۔ وفاقی کابینہ کا فیصلہ اور نگران وزیراعظم کا ذاتی طرز عمل عام لوگوں کیلئے حیرت انگیز مسرت کا باعث بنا ہے اور حکمرانوں کے متعلق ایک خوشگوار تاثر ابھرا ہے۔ کیونکہ قبل ازیں صدر مملکت وزیراعظم حتی کہ وزیراعلی اور گورنر کی آمد گویا کسی "آسمانی مخلوق" کی آمد ہوتی تھی۔ ہر طرف ٹریفک جام۔ ہٹو بچو باادب بملاحظہ ہوشیار کی صدا۔ صاحب بہادر کی سواری باد بہاری لمبی لمبی موٹر کاروں اور مسلح پولیس گاڑیوں کے طویل جلوس اور ہوٹروں کی آواز میں لوگوں پر اپنے حکومتی کروفر کی دھاک بٹھاتے اور عوام کی غربت کا مذاق اڑاتے ہوئے جب تک گزر نہ جائے کوئی ملازم دفتر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ کوئی مسافر شہر کے اندر یا باہر نہیں جاسکتا تھا۔ کوئی آدمی اپنی دوکان پر نہیں جاسکتا تھا کوئی طالب علم سکول کالج نہیں جاسکتا تھا حتی کہ کسی جان بلب مریض کو طبی امداد کیلئے ہسپتال نہیں پہنچایا جاسکتا تھا۔

صدر مملکت اپنے مذکورہ نیک عزائم ،ہدایات، احکام اور اسی طرح وفاقی کابینہ اگر اپنے فیصلوں اور دعوی پر واقعی عملدر آمد کرالیتی ہے تو یہ ان کا یادگار کارنامہ اور غیر ملکی قرضوں کے نیچے دبے ہوئے ملک وقوم پر بہت بڑا احسان ہوگا۔ بقول علامہ اقبال:

آزادی جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقش کہن تم کو نظر آئے مٹادو

وی آئی پی لوگوں ،سیاستدانوں، حکمرانوں اور سرکاری افسران بالا کے عوامی خزانے سے اللوں تللوں عیاشیوں ، شاہ خرچیوں اور خصوصی مراعات کی اخباری رپورٹیں پڑھ کر ایک عام آدمی سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے کہ آخر ان لوگوں کی کیا خصوصیت ہے؟ ان کے ساتھ کونسا سرخاب کا پر لگا ہوا ہے کہ جس ملک کی معیشت غیر ملکی امداد اور قرضوں پر چل رہی ہے جو کھربوں روپے کا مقروض ہے جس ملک میں پیدا ہونے والا ہر بچہ ہزاروں کا مقروض پیدا ہوتا ہے۔ عوام کی اکثریت بنیادی ضروریات زندگی سے محروم ہے، غربت افلاس بے روزگاری مہنگائی نے لوگوں کا دم ناک میں کر رکھا ہے اور یہ لوگ اپنی عیاشیوں سے لوگوں کے زخموں پر مزید نمک چھڑکنے کا کام کر رہے ہیں۔ اس غریب ملک کے تمام سرکاری محکموں محکموں کے سربراہوں کے دفاتر میں ہونے والی شاہ خرچیوں کی تفصیل تو یہاں ممکن نہیں

صرف "مشتے از خروارے" کے طور پر ملاحظہ ہو کہ روز نامہ خبریں لاہور مورخہ ۱۶- دسمبر ۱۹۹۵ء کی ایک رپورٹ کے مطابق صوبہ پنجاب کے ہر صوبائی وزیر اور ہر معاون خصوصی کی تنخواہ الاؤنسز، پٹرول، ٹیلیفون بل وغیرہ پر اٹھنے والے ماہانہ اخراجات ایک لاکھ پانچ ہزار روپے جبکہ ایک مشیر کے کل ماہانہ اخراجات ایک لاکھ روپے تھے۔ اور ان وزراء معاونین خصوصی اور مشیروں کی فوج ظفر موج کی کل تعداد ۶۹ تھی جن کی اکثریت "بے محکمہ" تھی۔ عوامی نمائندوں اور عوام کے خادموں کیلئے ۹۷-۱۹۹۶ء کے بجٹ میں کیا کچھ مراعات رکھی گئی تھیں۔ بجٹ میں اب بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ سابق صدر۔ موجود صدر۔ موجود وزیراعظم کو دی گئی شاہانہ مراعات کی تفصیل روز نامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۹۶ء اور ہفتہ روزہ تکبیر مورخہ ۲۷ جون ۹۶ء میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ باقی تفصیلات کو رہنے دیجیئے۔ صرف ایوان صدر اور وزیراعظم سیکرٹریٹ کی دیکھ بھال، مہمانوں کی تواضع اور دیگر ضروریات کی فراہمی کیلئے قانونی طور پر ایک ارب ستر کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ جبکہ ملک کی اکثریت کے پاس سر چھپانے کیلئے جھونپڑی بھی نہیں۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۹-دسمبر ۹۶ء کی ایک خبر کے مطابق صرف نیشنل بنک کے صدر کے دفتر پر ۴۰ لاکھ روپے اور ہیڈ آفس پر ۳۸ کروڑ ۲۰ لاکھ روپے جبکہ نئے آفسز اور فرنیچر پر ۱۹ کروڑ ۶۰ لاکھ روپے خرچ کر دیئے گئے۔

یہ تو چند مثالیں ہیں ان پر قیاس کرتے ہوئے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایوان بالا، ایوان زیریں، وفاقی حکومت، وفاقی حکومت کے جملہ محکموں اور پھر چاروں صوبائی حکومتوں کے تمام محکموں میں کیا کچھ عیاشیاں اور شاہ خرچیاں ہوتی ہوں گی۔ اس قسم کی عیاشیاں اور شاہ خرچیاں تو ان ممالک کے حکمران بھی نہیں کرتے جن سے ہم آئے دن قرض کی بھیک مانگتے ہیں۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمارے حکمران وزراء عظام مشیران کرام، قوم کے خادم سیاستدان اور افسران بالا گھوڑوں اور اونٹوں پر سفر کریں۔ "حجرات نبوی" کی طرح کوئی دس بائی دس ہاتھ کے گھروں میں رہیں اور ۲۵ لاکھ مربع میل پر حکمرانی کرنے والے فاروق اعظمؓ کی طرح مسجد کے کنکریلے فرش سے ہی سیکرٹریٹ کا کام لیں، ان کی طرح پیوند لگے ہوئے موٹے کپڑے پہنیں اور ان کے

گورنروں کی طرح باریک کپڑا نہ پہنیں۔ دروازوں پر دربان نہ رکھیں۔ چھنا ہوا آٹا نہ کھائیں۔ ہم تو صرف اتنی مؤدبانہ گذارش کرتے ہیں کہ جس ملک کی ساری معیشت قرض پر چل رہی ہے۔ جس کے عوام کی اکثریت بنیادی ضروریات زندگی سے بھی محروم ہے اس پر کچھ تو رحم کیا جائے۔

معروف مؤرخ بلاذری نے لکھا ہے کہ حضرت عتبہ بن فرقد نے آذربائیجان فتح کیا تو انہوں نے دو بڑی ٹوکریوں میں مٹھائی بھر کر اپنے آزاد کردہ غلام سحیم کے ذریعہ خلیفہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھیجی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا یہ مٹھائی تمام مہاجرین نے بھی سیر ہو کر کھائی ہے؟ غلام نے کہا جی نہیں یہ تو آپ ہی کیلئے بھیجی گئی ہے اس پر آپ نے عتبہ کو غصے میں لکھا:

من عبداللہ عمر امیرالمؤمنین الی عتبة بن فرقد امابعد فلیس من کدک ولاکد امک ولا کدابیک لانا کل الا ما یشبع منه المسلمون فی رحالهم (فتوح البلدان ص:۳۳٦ طبع مصر)

(اللہ کے بندے امیرالمؤمنین عمر کی طرف سے عتبہ بن فرقد کو امابعد یہ نہ تو تمہاری کوشش اور مشقت کا پھل ہے نہ تمہاری ماں کی کوشش کا اور نہ تمہارے باپ کی محنت ومشقت کا۔ ہم کوئی ایسی چیز نہ کھاتے ہیں اور نہ کھائیں گے جو تمام مسلمانوں کے گھروں میں کافی مقدار میں نہ ہو)

سیدنا فاروق اعظمؓ کے حقیقی عوامی احساس کا ایک اور ایمان افروز واقعہ بھی یہاں پیش کردینا غیر مناسب نہیں ہوگا کیونکہ ہوسکتا ہے کسی عوامی نمائندے اور الیکشن کے دوران عوام کی خدمت کا نعرہ لگانے والے ہمارے سیاسی لیڈر کی نظر سے گزرے اور اسے اپنے رویے پر نظر ثانی کرنیکی توفیق ہوجائے۔ چنانچہ مؤرخین نے لکھا ہے کہ ۱۸ ھ میں مدینہ منورہ اور پورے حجاز میں ۹ ماہ تک جب شدید قحط پڑا اور جو اپنی شدت کے باعث "عام الرمادہ" کے نام سے مشہور ہے۔ لاکھوں مربع میل پر حکمرانی کرنےوالے اس فاروق اعظمؓ نے قسم اٹھالی تھی کہ وہ اس وقت تک گوشت اور گھی استعمال نہیں کریں گے جب تک مدینہ کے ہر فرد کو یہ چیزیں مہیا نہیں ہوجاتیں۔ اس قحط سالی میں آپ بنیادی ضروریات زندگی سے محروم رعایا کے غم میں کس طرح گھلے جارہے تھے اور کس قدر متفکر تھے۔ اس کی تفصیل طبقات ابن

سعد ، تاریخ طبری ، تاریخ الخلفاء للسیوطی وغیرہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ گوشت اور گھی کی جگہ تیل کے استعمال سے امیر المؤمنین کے چہرے کی رنگت سیاہ پڑ گئی تھی۔ حالانکہ آپ بالکل سفید رنگت والے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ: ۳: ۳۱۴۔)

ابن جوزی نے لکھا ہے کہ بعد میں لوگ یہ کہہ اٹھے کہ

لولم یرفع اللّٰہ المحل عام الرمادۃ لظنناان عمر یموت هما بامر المسلمین
(ابن جوزی ، سیرت عمر بن الخطاب ص: ۱۰۱ طبع مصر)

(اگر اللہ تعالیٰ عام الرمادہ میں قحط دور نہ کردیتا تو ہمیں اندیشہ تھا کہ حضرت عمرؓ مسلمانوں کے اس مسئلہ کی فکر کرتے کرتے مرجائیں گے)

کہا جاسکتا ہے کہ یہ تو ایک ہنگامی حالت تھی جس کی وجہ سے خلیفۃ المسلمین کو ایسا کرنا پڑا۔ مگر ہمارے حکمران تو ہنگامی حالات میں بھی ایسا کرنے اور سوچنے کی غلطی نہیں کرتے۔ فاروق اعظمؓ عام حالات میں بیت المال یا سرکاری خزانہ سے کیا کچھ وصول کرتے رہے یا وہ سرکاری خزانہ میں کس قدر اپنا استحقاق سمجھتے تھے؟ اس کی صراحت بھی انہوں نے خود ہی فرمائی۔ فرمایا:

"کیا میں تمہیں بتانہ دوں کہ اللہ کے مال (بیت المال) سے میرے لئے کیا حلال (جائز) ہے؟ (تو سنیئے) میرے لئے بیت المال میں سے دو جوڑے کپڑے ، ایک سردی کیلئے اور ایک گرمی کیلئے ، حج وعمرہ کیلئے ایک عدد سواری اور ایک متوسط درجہ کے قریشی آدمی کے معیار کے مطابق اپنے اہل وعیال کی گزر بسر کیلئے خرچہ حلال ہے۔ اس کے بعد بیت المال میں سے جو عام آدمی کو ملے گا وہی مجھے ملے گا۔ (ابو عبید۔ کتاب الاموال (اردو): ۱: ۴۳۷ فقرہ نمبر ۶۶۱)

یہ بات تسلیم کہ فاروق اعظمؓ جیسا تقویٰ اور ہمت اب کہاں؟ مگر جو شاہانہ طرز حکمرانی اور جس عیاشی کو ہمارے حکمران طبقہ نے اختیار کر رکھا ہے یہ ایک مقروض ملک کے مقروض وغریب عوام کے ساتھ کہاں کا انصاف ہے؟ اور کیا زمانے نے پیغمبر کی یہی باتیں ہیں؟

ترجوالنجاۃ ولم تسلک مسالکھا
ان السفینۃ لا تجری علی الیبس

سعد اللہ

(حافظ محمد سعد اللہ)

مدیر مسئول